# علامہ شبلی نعمانی کی ایک غیر معروف علمی خدمت

حسن بیگ*

علامہ شبلی نعمانی نے اپنے سفر روم، مصر اور شام میں مصر کا ذکر سب سے آخر میں کیا ہے۔ قسطنطنیہ سے وہ ۲۶ محرم ۱۳۰۹ھ۔۱۸۹۱ء کو بیروت، بیت المقدس ہوتے ہوئے اسکندریہ اور قاہرہ (مصر) پہنچے تھے۔ ان کا قیام مصر میں ایک ماہ رہا۔ وہاں کی عام سیاحی مقامات کے ذکر کے علاوہ انھوں نے تعلیمی سرگرمیوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے قاہرہ کے ایک کتب خانہ خدیویہ کی زیب وزینت، خوبی عمارت اور حسن انتظام کی تعریف بھی کی ہے[1]۔ یہ کتب خانہ اس وقت کے حکمران مصر جو خدیو کہلاتے تھے کی کوشش سے مختلف اسلامی کتب خانوں کی کتب کو جمع کرنے کے بعد تعمیر کیا گیا تھا۔ حضرت شبلی نعمانی نے اس کتب خانہ میں جو وقت گزارا اس میں ان کی ایک خدمت علمی کا ذکر جو انھوں نے وہاں رہتے ہوئے کی وہ غیر معروف ہے، جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

میری دادی، محمد کمال بیگم کے دادا حکیم بدر الدین معروف حکیم تھے، وہ گلی چاہ شیریں فراش خانہ دلّی میں مطب کرتے تھے۔ وہ شاگرد رشید تھے حکیم احسن اللہ خاں کے جو نہ صرف بہادر شاہ کے معالج بلکہ اس کے ساتھ ان کے وزیر اعظم بھی تھے۔ حکیم احسن اللہ خاں جب شہر سے باہر جاتے تو ان کا مطب حکیم بدر الدین کو سنبھالنا پڑتا تھا، جہاں حکیم احسن اللہ خاں نہ جانا چاہتے تو ان کی جگہ پر بدرالدین یہ خدمت انجام دیتے[2]۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں جب مغل شاہی خاندان کے کتب خانے کی بربادی ہوئی اور اس کے ساتھ حکیم احسن اللہ خاں کی حویلی برباد ہوئی اور ان کی حویلی کو آگ لگائی گئی[3] تو ان کے کتب خانے کا بھی نقصان ہوا۔ اِس کتب خانے میں ایک عربی زبان کی کتاب امتحان الالبّاء لکافتہ الاطباء حکیم بدرالدین کے پاس پہنچی۔ اس سلسلے میں لکھتے ہیں 'یہ گوہر گراں بہا مجھے خزینۂ کتب حضرت استاذی احترام الدولہ عمدۃ الملک حکیم محمد احسن اللہ خاں صاحب بہادر ثابت جنگ مبرور سے دستیاب ہوا'[4]۔ یہ کتاب حکیموں کی تعلیم اور ان کے امتحانات سے متعلق سوال وجواب کی صورت میں تھی جس کو حکیم بدرالدین نے مفید خیال کیا۔ ان کے مطابق 'کتاب مذکور جو میرے پاس ہے وہ قدامت کی لاجواب دستاویز ہے ۶۸۸ھ سے قبل کی سلک تحریر میں آئی ہوئی ثابت ہوئی اہل عرب کا قدیم نسخ خط ہے سرخیاں خط ثلث میں ہیں

---

* ممبر ایشیاٹک سوسائٹی، برطانیہ، مقیم اسکاٹ لینڈ

معلوم ہوتا ہے کہ سلاطین اسلام میں سے کسی نے شاہان مغلیہ کے عہد سلطنت میں اس کو تحفتہً ہندوستان کے کسی فرماں روا کو بھیجا، کیوں کہ اس کتاب پر شاہی کتب خانہ کی مہریں ہیں اور مختلف سلاطین کے عہد میں ہونے کا ثبوت بتاتی ہیں۔ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ، شہاب الدین محمد شاہ جہاں بادشاہ کی مواہیر اس پر ثبت ہیں [5]۔ حکیم بدرالدین کا خیال تھا کہ یہ حکیموں کی تعلیم کے لیے ایک عمدہ اضافہ ہوگا، اس لیے اس کا اردو ترجمہ ہونا چاہیے، لیکن مشکل یہ تھی کہ اس میں 'چند ورق' کم تھے۔ بدر الدین نے اپنے ذرائع سے مختلف کتب خانوں میں اس کو تلاش کیا، ملکی اخباروں میں اشتہار دیے، حتیٰ کہ غیر ملکی اخبارات میں بھی اشتہار دلوائے لیکن کہیں سے دوسرا نسخہ دستیاب نہ ہو سکا۔ جتنا مخطوطہ ان کے پاس تھا اُس کا انھوں نے اردو ترجمہ کر لیا جو عرصہ تک ان کے پاس محفوظ رہا۔ اتفاقاً علامہ شبلی نعمانی کسی تقریب میں شرکت کے لیے دلّی آئے۔ بدر الدین نے ان سے ذکر کیا، انھوں نے کتاب سے اپنی عدم واقفیت کا اظہار کیا، لیکن اس کے ساتھ وعدہ کیا کہ کہیں نگاہ پڑی تو ضرور اطلاع دونگا۔ اس کے بعد علامہ شبلی اپنے سفر پر روانہ ہوگئے۔ جب قاہرہ میں انھوں نے خدیویہ کتب خانے کا معائنہ کیا تو وہاں اُس کا ایک نسخہ دیکھا اور اپنے وعدہ کے مطابق کتب خانے کے کمرے، الماری اور کتاب کا نمبر اپنی پاکٹ بک میں نوٹ کر لیے 'نمبر خصوصی ۳۲، نمبر عمومی ۴۳۰۰، صفحہ ۳۲ جلد سادس فہرست کتب خانہ خدیویہ'۔ ہندوستان واپسی پر بدرالدین کو یہ خوش خبری سنائی۔ بدر الدین نے مہتمم کتب خانہ سے رابطہ کیا، اور مسلسل کوشش کی کہ گم شدہ کاغذات کی نقل مل جائے لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ اس لیے انھوں نے علامہ شبلی نعمانی سے پھر رابطہ کیا۔ جس پر علامہ نے اپنے طور پر کتاب کو مصر روانہ کیا اور جارج زیڈان [6] اپنے دوست کی معرفت کتب خانہ کے احمد بن ابراہیم نے نقل اور مقابلہ کرکے کتاب واپس کی۔ اور اس طرح امتحان الالبّا لکافتہ کا ترجمہ بدرالدجیٰ کے نام سے مطبع مصلح المطابع دہلی میں ماہ مئی ۱۹۰۰ء میں مکمل ہو کر شائع ہوا۔

## حواشی وحوالہ جات:

۱۔ شبلی نعمانی، ۲۰۱۲ء، سفرنامہ روم ومصر وشام، رحمانی پریس دہلی، اشاعت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۳۴

۲۔ مرزا محمد بیگ، ۱۹۰۰ء، نبذی از حالات وصفات، بدر الدجیٰ، حکیم بدر الدین، مطبع مصلح المطابع، دہلی، ص ۲۱۹

۳۔ ظل ّالرحمٰن، ۲۰۱۱ء، دلّی اور طب یونانی، اردو اکادمی، دہلی، ص ۱۸۰

۴۔ بدر الدین، بدر الدجیٰ، ۱۹۰۰ء، م امتحان الالبّاء لکافتہ الاطباء، طبع مصلح المطابع، دہلی، ص ۱

۵۔ ظل ّالرحمٰن، ص ۳

۶۔ جرجی بن حبیب زیدان مشہور عیسائی عربی ناول نگار اور تاریخ داں ہے، جو بیروت میں ۱۴ دسمبر ۱۸۶۱ء کو پیدا ہوا، لیکن زیادہ وقت قاہرہ میں گزارا اور وہیں ۲۱ جولائی ۱۹۱۴ء کو انتقال کیا۔ اُس کے بہت سے ناول اور تاریخی کتب عربی زبان میں ہیں، اس نے عربی مجلہ الہلال نامی بھی جاری کیا جس کے زیادہ تر مقالات اُس کے اپنے ہی لکھے ہوئے تھے۔ اُس کی سب سے مشہور تصنیف تاریخ التمدن الاسلامی ہے۔، علامہ شبلی نعمانی نے اس کی التمدن

اسلامی پر تنقیدی مضمون انتقاد کتاب تاریخ التمدن الاسلامی تحریر کیا؛ اردو دائرہ معارف اسلامی، پنجاب، ج ۱۰، ص ۵۴۹۔ علامہ شبلی نعمانی کے سفر نامہ سے یہ علم نہیں ہوتا کہ وہ کب زیدان سے ملے۔ علامصر زیدان کے مخالف تھے۔ زیدان ان اولین مصنفین میں شامل ہے جنھوں نے مسلم امّہ میں تفرقہ ڈالنے کے لیے عرب نیشن کا مفروضہ پیش کیا جس کا ایک نقصان سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کی صورت میں ہوا۔


**Abstract**

This article highlights the brief story behind an Arabic work titled Imteha-nul alalabba Lakafatal atibah and its translation in Urdu. The work mainly deals with education and examination questions and answers of Hakims, traditional physicians using herbal medicines. Allama Shibli Naumani mentions that Hakim Badruddin had the work in his personnel collection but it had some of the pages missing. In obtaining the missing pages, Badruddin even advertised in dailies. Hakim Badruddin asked Shibli whether he knew the work. Shibli declined but promised to let him know if found any clues about it. Shibli travelled to Cairo where his visited the Khadivia library and found the work there. He noted the details about it. On returning back to his home land, he shared information to Hakim Badruddin. Shibli made efforts to get the missing pages arranged from the library. Hakim Badruddin was a known figure. He was one of the best disciples of Hakim Ahsanullah who was court Hakim of the last Mughal emperor Bahadur Shah Zafar. In his absence, Badruddin was assigned some of the important works.


**Keywords:** Rare Arabic work, Hakim Badruddin, Allama Shibli.